بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جُرعات

پچھلے دنوں مجلہ رحیق کے دفتر میں رضوان لاہور (مارچ ۱۹۵۸ء) پر اتفاقاً نظر پڑ گئی۔ کیونکہ ہمیشہ درانہ مناظرات سے نفرت کی وجہ سے اس انداز کا لٹریچر پڑھنے کی مجھے عادت نہیں۔ — ! پہلے ہی صفحہ پر سوانح احمدی مؤلفہ مولانا محمد جعفر تھانیسری مرحوم کا ذکر خیر دیکھا تو تعجب ہوا کہ مدیر رضوان کو کیسے ہمت ہوئی کہ وہ اپنے صفحات میں اس مقدس تحریک کا ذکر کرے۔ وہ تو بریلوی خیالات کا ترجمان ہے — مگر ورق الٹتے ہی وہ تعجب جلد دور ہو گیا اور معلوم ہوا کہ اس سے "رضوان" کا مقصد بریلوی مناظرین کے لئے چند حوالے جمع کرنے اور مناظرانہ و معاندانہ گرفت کے سوا اور کچھ نہیں — !

پچھلے صفحہ کے اشتہار سے معلوم ہوتا ہے کہ ادارہ رضوان کو سوانح احمدی کے چند نسخے کہیں سے ارزاں مل گئے ہیں جنہیں وہ حسب منشا قیمت پر فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ وہ بک جائیں اور مدیر رضوان کا دماغ ہلکا ہو جائے۔ اور یوں بھی یہ شکوہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حضرات دینی کاروبار میں بھی پیٹ کا زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب۔

یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ رضاخوانی حضرات مولوی احمد رضا خاں صاحب کی قیادت میں ہمیشہ انگریز بہادر کی کاسہ لیسی فرماتے رہے اور تحریک جہاد اسلامی و آزادی ہند کی ہر ممکن مخالفت کی۔ انگریزی ہند کی دار الاسلامیت پر کتابیں لکھتے رہے۔ ترکوں کے خلاف انگریزی فوجوں کو تعویذ مہیا کرتے رہے۔ جب کہ اہل توحید نے اس کے پورے دور اقتدار میں نہ صرف ملک کی سرحدوں پر انگریز سے لڑائیاں لڑیں بلکہ اندرون ہند بھی ہر قسم کی آزادی کی تحریک چلا کر یا ان میں شامل ہو کر اس کو پریشان کئے رکھا تا آنکہ وہ ملک چھوڑنے پر مجبور ہو گیا — ! اہل توحید کا یہ ایسا اعلیٰ کردار ہے جس پر انگریز دنگ تھا۔ ہندو حیران

اور سب مسلمان ممنون — !

مگر مدیر رضوان کو انگریز کی لکیر پیٹنے کی یہ نئی تجویز سوجھی ہے، کہ سید احمد شہیدؒ کی تحریک انگریز کے خلاف نہیں، بلکہ صرف سکھوں کے خلاف تھی، اس کے لیئے انہیں سوانح احمدی کی کوئی ناقص عبارت مل گئی۔ بس انہیں اپنی انگریز دوستی اور اسلام و ملک دشمنی کو چھپانے کا بہانہ خیال کر لیا اور باور کر لیا کہ اس طرح وہ داغ دھو ڈالیں گے مگر ان کو معلوم نہیں — !

لن یصلح العطار ما افسد الدھر — !

مجھے خیال ہوا کہ عوام اور بریلوی مناظرین کے سامنے حقائق اور واقعات بھی رکھ دیئے جائیں تاکہ لاعلمی کی وجہ سے کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ یحییٰ من حی عن بینۃ و یھلک من ھلک عن بینۃ !

سوانح احمدی تحریک سید احمد شہیدؒ کی تاریخ ہے جسے مولانا جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت لکھا جب انگریز کے دماغ پر بھی حضرات بریلوی کی طرح ''وہابی'' خولیا سوار تھا۔ اور وہابی، بریلوی انگریزی ذہن پر اس طرح مسلط تھے جیسے یہودی علماء بیلاطس کی حکومت پر! کچھ شک نہیں کہ ان دنوں یہ تحریک جہاد بے حد مقہور رہی۔ انگریز ہر قیمت پر اسے ختم کر دینا چاہتا تھا۔ حضرات شیعہ اور کبراء بریلی پر امید تھے کہ یہ حق کی آواز دب جائے گی۔ ان حضرات کے فتاویٰ، وعظ، اخبارات، رسائل ہر چیز اس آواز کے دبانے میں استعمال ہو رہی تھی یا مظالم اس طرح توڑے جا رہے تھے۔ کہ سر سید احمد خان تک جیسے آزاد منش جو جو اہلحدیث مسلک اور عقیدہ کے پورے مخالف تھے بے تاب ہو گئے۔ انہوں نے ان مظالم کے خلاف محض انسانی ہمدردی کی بنا پر احتجاج فرمایا۔ یہ ان کی انسانی شرافت تھی حالانکہ ان کے خلاف جس قدر علمائے اہلحدیث نے لکھا شاید ہی کسی نے لکھا ہو۔ مولانا محمد حسین بٹالوی کا اشاعۃ السنۃ سرسید کی مخالفت سے بھرپور ہوتا تھا۔ مگر سید احمد خاں کی شرافت اور معاملہ فہمی کا اعتراف کرنا چاہیئے کہ انہوں نے بڑی جرأت سے احتجاج کیا اور انگریز کو متاثر کرنے میں اچھا کردار ادا کیا۔ جس سے انگریز تو کسی قدر متاثر ہوا بھی — ! مگر افسوس بریلویت اب تک شرم محسوس کرنے کے لیئے تیار نہیں ہوئی — !

ایسے نازک دور میں مولانا جعفر تھانیسری نے اس جماعت کے حالات کو شائع کرنے کی کوشش فرمائی اس وقت یہ حالات یا تو مستند روایات کی صورت میں محفوظ تھے۔ جن کو مولانا جعفر اور دوسرے اکابر عرفی نوازر کی صورت سے جانتے تھے۔ یا وہ مکاتیب اور مخطوطات تھے جو طبع نہیں ہوئے تھے اور عقیدتمندوں کے پاس محفوظ تھے۔ یا پھر وہ سرکاری کاغذات اور جماعتی دستاویزوں کی طرح اصل یا ان کی نقول کہیں محفوظ نہیں۔ مولانا جعفر ایسے ہمدرد اور دور اندیش انسان کے لیے اس وقت عجیب مشکل تھی۔ اگر وہ حقائق کو من وعن سامنے رکھیں تو عام گرفت اور قید و بند کے علاوہ بہت ممکن تھا کہ اشاعت میں رکاوٹ ڈالی جاتی۔ یا پورا مواد ضبط ہو کر حکومت کے قبضہ میں چلا جاتا ــــــ!

مولانا جعفر نے حالات کے لحاظ سے جہاں تک واقعات میں لچک پیدا کر سکتے تھے حکومت کی گرفت سے بچنے کی کوشش کی تاکہ اس جہاد کے حالات جس قدر منظر عام پر آ سکتے ہیں آ جائیں

مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ

بنا بریں مولانا جعفر سے اس معاملہ میں بعض کمزوریوں کا صدور بالکل قدرتی تھا۔ بعض مکاتیب جو تحریک کی روح تھے وہ شائع ہی نہیں فرما سکے بلکہ بعض انہیں دستیاب ہی نہیں ہو سکے کیونکہ تحریک کے لٹریچر کا زیادہ تر ذخیرہ نواب وزیر الدولہ والی ٹونک کے پاس تھا۔ ماخذ کی تفصیل کے لئے بریلوی مناظرین کو سیرۃ احمد شہید مؤلفہ مولانا غلام رسول صاحب مہر اور سیرۃ احمد شہید مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی وغیرہ کو تصانیف کی طرف رجوع کرنا چاہیئے تاکہ انہیں تحریک کی حقیقت معلوم ہو سکے۔ کیونکہ اول الذکر ایسے وقت میں لکھی گئی۔ جب کہ انگریزی دور ختم ہو گیا ہے۔ اور ثانی الذکر ایسے وقت لکھی گئی تھی جب کہ انگریز کا انتقامی جذبہ کم ہو گیا بلکہ ختم ہو گیا تھا ــــــ!

کچھ لٹریچر صادق پور پٹنہ میں مولانا ولایت علی، عنایت علی مرحوم کے خاندان کے پاس موجود تھا۔ معلوم نہیں اس وقت وہ موجود ہے یا ضائع ہو چکا ہے۔

نیز بریلوی مناظرین اور خود مدیر رضوان کی حق تعالیٰ لے سکے ان مقبول بندوں سے مخالفت اگر دیانت پر مبنی ہے تو اس امر پر بھی غور فرمائیں کہ خود مولانا جعفر تھانیسری کو (بقیہ بر صفحہ ۴۶۲)

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ادلہ شرعیہ کی روشنی میں

بزرگانِ دیوبند کے تازہ ارشادات کا تنقیدی جائزہ

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ (۳۰-۳۹)

(مولانا محمد اسماعیل صاحب خطیب جامع اہلحدیث گوجرانوالہ)

(۳)

حافظ ابن جریر کی تصریح | حافظ ابن جریر سورہ بقرہ کی تفسیر میں اس سوال کا جواب دیتے ہیں کہ برزخی زندگی تو سب کے لئے ہے پھر شہدا کی خصوصیت کیا ہے۔ انہم مرزوقون من ماکل الجنۃ ومطاعمہا فی برزخہم قبل بعثہم ومنعمون بالذی ینعم بہ داخلوہا بعد البعث من سائر البشر من لذیذ مطاعمہا الذی لم یطعمہا اللہ احدا فی برزخہ قبل بعثہ اھ (ابن جریر ص۲۴ ج۲) شہدا کو جنت کے لذیذ کھانے برزخ ہی میں ملیں گے۔ دوسرے لوگوں کو یہ انعامات برزخ کے بعد جنت میں ملیں گے اھ۔ یعنی شہدا کی زندگی برزخی ہے دنیوی نہیں۔ ان کا برزخ جنت کی نظیر ہے جنت کے لذائذ ان کو قبر ہی میں مرحمت فرمائے جائیں گے۔ یہی مزیت ہے جسے حیات سے تعبیر فرمایا اور انہیں میت کہنے سے روکا گیا ہے۔

مولانا نواب محمد صدیق حسن خاں رحمہ اللہ تعالےٰ والئی بھوپال مکتبِ فکر کے لحاظ سے اہل حدیث ہیں۔ اس لئے آپ حضرات کو ان سے یقیناً اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن وسعتِ نظر، وسعتِ مطالعہ، زہد و تقوےٰ کے لحاظ سے ان کا مقام یقیناً بہت اونچا ہے۔ اور فہمِ قرآن میں ان کا ذہن بے حد صاف ہے بہت سے اکابر قدما سے بھی ان کی رائے صائب معلوم ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں۔

"بل ہم احیاء فی البرزخ تصل ارواحہم الی الجنان فہم احیاء من ہذہ